OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

نجم الدین اربکان کی ترکی میں احیائے اسلام کے لیے کوششیں: مابعد اثرات

The contributions of Necmettin Erbakan for Islamic Resurgence in Turkey: An analysis of its aftermath

Saira
Ph.D. Scholar, Department of Islamic History, University of Karachi, Karachi.

Dr. Sohail Shafiq
Associate Professor, Department of Islamic History, University of Karachi, Karachi

Received on: 05-10-2023 Accepted on: 07-11-2023

Abstract

Although the Turkey Caliphate of Turkey was officially abolished in 1924 and was replaced with the Western secular way of life, many refused to cut ties with Islam. As a result, some Islamist personalities and political parties emerged and started struggling for the rejuvenation of Islam in Turkey. One such personality was Necmettin Erbakan whose life's purpose was to mold Turkish way of life according to Islam. Erbakan and his Rafah Party introduced many reforms in all walks of life, as a consequence of which his government was abolished in 1997. Many correspondents believed that Islam would be permanently abolished from the country owing to the political situation and internal conflicts. However, Erdogan proved them all wrong when his disciple, Recep Tayyip Erdogan led a successful movement based on Erbakan's manifesto. Although Erdogan's methods were different from those of his mentor, they were appropriate according to the situation. The aim of this research was to evaluate the efforts of Necmettin Erbakan for the revival of Islam and its aftermath in Turkey.

Keywords: Turkey, Necmettin Erbakan, Recep Tayyip Erdogan, revival of Islam, Rafah Party, Caliphate.

ترکی میں ۱۹۲۳ء کے بعد خلافت کے خاتمے اور سیکولرازم کے نفاذ کے ساتھ مغربی طرز زندگی اور ثقافت کو اپنا لیا گیا۔ زندگی کے تمام شعبوں میں اس تبدیلی نے اپنے اثرات مرتب کیے لیکن ترکوں نے اسلام کو کسی نہ کسی طریقے سے اپنائے رکھا۔ ۱۹۵۰ء کے انتخابات میں کثیر الجماعتی پارٹیوں کی اجازت ملنے کے بعد اسلام پسند جماعتیں سامنے آئیں عدنان میندرس (۱۸۹۹ء۔۱۹۶۱ء)[۱] کی ڈیموکریٹک پارٹی کے دور میں سرکاری ریڈیو پر قرآن کی تلاوت شروع ہو گئی، اسکولوں میں دینی تعلیم کی اجازت اور مدارس کھول دیے گئے اس کے ساتھ مساجد کی مرمت اور پندرہ نئی مساجد تعمیر کی گئیں۔[۲] ان اقدامات کی بدولت اس جماعت کو تمام دینی جماعتوں اور تنظیموں کی حمایت حاصل ہو گئی۔

سلیمان دیمرل (۱۹۲۴ء۔۲۰۱۵ء)[۳] کی جسٹس پارٹی عدنان میندرس کی پھانسی کے بعد سامنے آئی اور ۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۰ء کے دوران ترکی میں اسلام کو ایک بار پھر نشو نما پانے کا موقع ملا جس کے نتیجے میں حفظ قرآن کے اداروں اور علوم دینیہ کے مراکز میں اضافہ ہوا۔ جس سے

سیکولر عناصر پر یہ واضح ہو گیا کہ ترک معاشرے کو اسلام سے الگ کرنا ممکن نہیں ہے۔۴ ۱۹۸۰ء میں فوجی بغاوت کے نتیجے میں سلیمان دیمرل کی حکومت ختم کر دی گئی لیکن جو تبدیلی ترک معاشرے میں آگئی تھی اس کو روکنا مشکل تھا۔

اس تبدیلی کا محرک نجم الدین اربکان (۱۹۲۶ء۔۲۰۱۱ء)۵ کی شخصیت تھی جنہوں نے اسلامی نظریہ رکھنے والا ایک گروپ تیار کر لیا جس کے مرکز قونیہ سے وہ الیکشن میں آزاد امیدوار کی حیثیت سے بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے۔۶

نجم الدین اربکان ۱۹۸۷ء میں رفاہ پارٹی ۷ میں شامل ہو گئے اور اسی سال ان کو پارٹی کا صدر بنا دیا گیا۔۸ رفاہ پارٹی کا قیام گو کہ ۱۹۶۹ء میں عمل میں آ چکا تھا لیکن ۱۹۹۵ء میں وہ ایک کامیاب سیاسی پارٹی کی حیثیت سے ابھری۔ اس کامیابی کا ایک بڑا سبب سابقہ حکومت کی جمہوریت سازی، اقتصادی اصلاحات اور انسانی حقوق کے مسائل پر دھیان نہ دینا تھا۔ ان وجوہات کی بنا پر عوام یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ وہ ایک نئی شخصیت کی طرف رجوع کریں۔۹

اربکان کی اپنی جماعت کے بارے میں یہ رائے تھی کہ:

''ہم صرف ایک سیاسی جماعت نہیں بلکہ ایک تحریک ہیں۔''۱۰

اربکان کی پارٹی نے لوگوں کو یہ پیغام دیا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ دین اور سیاست دو الگ چیزیں ہیں وہ جھوٹے اور خیانت کرنے والے لوگ ہیں۔ اسلام دین و سیاست میں اتحاد کا مطالبہ کرتا ہے۔ مسلمان اپنے دنیاوی امور کو آخرت کے معاملات سے الگ نہیں کر سکتے۔ اسلام ہر زمانے کے لیے بہترین نظام حیات ہے۔ وہ دین و دنیا دونوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ قرآن کریم بنی نوع انسان کے لیے اس لیے نازل نہیں ہوا کہ قبروں پر اس کی تلاوت کی جائے یا اس کو بند کر کے مسجدوں میں رکھ دیا جائے بلکہ اس کے نازل ہونے کا مقصد ہے کہ وہ لوگوں پر حکمرانی کرے۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ جدید ترکی کا سیاسی ڈھانچہ اسلام کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے۔۱۱

بحیثیت نائب وزیر اعظم کے نجم الدین اربکان نے صہیونی ریاست سے تعلقات ختم کرنے اور سودی نظام سے چھٹکارا، مشترکہ یورپی مارکیٹ میں شمولیت کی مخالفت اور مشترکہ اسلامی مارکیٹ بنانے پر زور اور فلسطین کی واپسی کا بھی مطالبہ کیا۔ انھوں نے بڑی صنعتوں کے فروغ و قیام کی کوشش کیں جس کے نتیجے میں دو سال کی مدت کے اندر ملک میں ستر انڈسٹریز قائم ہوئیں تیس دینی مدارس شروع کیے گئے جبکہ مدارس کے آئمہ و خطباء کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی۔۱۲

۱۹۹۴ء میں استنبول اور انقرہ جیسے بڑے شہروں میں بلدیاتی الیکشن کے ذریعے اپنی پارٹی کی جگہ بنائی اور ۱۹۹۵ء میں نیشنل اسمبلی میں کامیابی حاصل کرتے ہوئے حکومت بنانے میں کامیاب ہوئے۔۱۳ لیکن اٹھارہ ماہ بعد فوج نے نجم الدین اربکان کی حکومت کو اینٹی سیکولر سرگرمیوں کی وجہ سے ختم کر دیا جس کے نتیجے میں اربکان کو مجبوراً استعفیٰ دینا پڑا اور ان پر پانچ سال کے لیے یاست میں آنے پر پابندی لگا دی گئی۔ اس صورتحال میں ترکی کے کچھ نامہ نگاروں کا خیال تھا کہ حکومت کے دباؤ اور اندرونی انتشار و تقسیم کی وجہ سے ترکی کی سیاست سے اسلام ختم ہو جائے گا لیکن یہ خیال غلط ثابت ہوا رفاہ پارٹی فضیلت پارٹی میں ضم ہو گئی اور پارٹی میں لیڈر شپ کی کشمکش شروع ہو گئی۔ پارٹی کی قیادت دو

حصوں میں تقسیم ہو گئی۔۔[۱۴] نجم الدین اربکان پر پابندی سے ان کا منشور اور عزم ختم نہیں ہوا بلکہ احیائے اسلام کی کوششیں ایک نئے عزم اور ولولے کے ساتھ آپ کے جانشین رجب طیب اردوغان (پیدائش ۱۹۵۴ء) نے آگے بڑھائیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ نجم الدین اربکان نے ترکی میں احیائے اسلام کے لیے جو اقدامات کیے ان کو سیکولر نظام کے ہوتے ہوئے کوئی سوچ نہیں سکتا تھا۔ان کی پارٹی کی کامیابی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ترکی کی تاریخ میں مصطفی کمال کے بعد نجم الدین اربکان کی پارٹی کو بڑی کامیابی ملی۔ نجم الدین اربکان کو اردوغان میں اپنا جانشین نظر آیا جو پر عزم اور جذبہ قربانی سے معمور تھا۔انھوں نے سالہا سال اربکان کی پارٹی میں نمایاں کردار ادا کیا اور پارٹی کے وفادار رہے۔انھوں نے بحیثیت میئر کے استنبول میں وہ کامیابیاں حاصل کیں جو معجزے سے کم نہ تھیں۔انھوں نے ان تمام مشکلات کو حل کر کے دکھایا جنھیں سیکولر حکومت حل کرنے میں ناکام ہوئی تھی اور لوگوں کو یہ ماننے پر مجبور کیا کہ شہر کے مسائل کو حل کرنے، نظم ونسق چلانے میں اسلام پسندوں کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔[۱۵] انھوں نے ایک وقت کہا تھا کہ :

"میں لادینیت نہیں، بلکہ شریعت پر یقین رکھتا ہوں جمہوریت،
اسلامی نظام قائم کرنے کا محض ایک ذریعہ ہے۔—"[۱۶]

اردوغان کا شروع ہی سے موقف تھا کہ وہ مذہب کو سیاست کے لیے استعمال نہیں کریں گے۔انھوں نے پارٹی کو معاشی ناانصافی دور کرنے اور معاشرے کو ترقی وفلاح کی راہ پر گامزن کرنے کا اعلان کیا انھوں نے زیادہ سے زیادہ عوامی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی۔اردوغان نے متنازعہ معاملات پر بات کرنے سے اجتناب برپا جن میں ایک یونیورسٹیوں اور سرکاری عمارات میں عورتوں کا سر ڈھانپنا جیسا م بھی معاملہ شامل تھا چنانچہ بہت سے لبرل افراد نے بھی ان کی حمایت کرنا شروع کر دی تھی۔ پارٹی کے وزراء نے صدارتی محل میں اپنی بیویوں کے بغیر ہی جانا شروع کر دیا۔ گذشتہ چھے سالوں کے حالات کو دیکھتے ہوئے اردوغان نے ایسا راستہ اختیار کرنے کو ترجیح دی جو جس کا براہ راست فوج سے نہ ٹکراؤ نہ ہو بلکہ نجم الدین اربکان کے برعکس انھوں نے فوج کا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کیں۔ان کے پہلے بیان میں اس بات کا اعادہ کیا گیا کہ ان کی پارٹی ترکی کے دستور کے مطابق سیکولر اصولوں پر عمل پیرا ہو گی۔ان کی پارٹی کی تمام تر توجہ ملک کی معیشت کو بہتر بنانے پر تھی۔ ان کی پارٹی کے خیال میں معیشت، عوامی مسائل اور انسانی حقوق کے مسائل پہلے حل کیے جائیں اور دین کا معاملہ لوگوں پر چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ سیکولر اصولوں میں ایک اصول یہ بھی تھا کہ قوم یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ کوئی بھی فکر و نظریہ اپنائیں اور نتیجہ سب کے سامنے آیا کہ ترک قوم نے اسلام کو اختیار کیا۔[۱۷] اس کے بعد ایک وقت آیا کہ ۲۰۱۳ء میں ترک اسکولوں اور ریاستی اداروں میں سر ڈھانپنے پر عائد پابندی ختم کر دی گئی اور نومبر ۲۰۱۴ء میں ایک خاتون نے سر ڈھانپ کر جج کی حیثیت سے عدالتی کاروائی چلائی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ کمال اتاترک کی اصلاحات کے بعد کہ کسی خاتون جج نے سر ڈھانپا ہو۔اردوغان نوجوانوں اور خواتین کو پارٹی سے جوڑے رکھنا چاہتے تھے۔ خواتین کو سیاسی اعتبار سے مضبوط کرنے کے لیے حجاب لینے اور نہ لینے والی خواتین کو سیاست میں بھرپور حصہ لینے کو کہا۔ان کا کہنا تھا کہ ترکی میں پردے کا مسئلہ سیاسی نہیں تہذیبی ہے اور ان کے استاد نجم الدین اربکان کے نظریے کی کامیابی تھی۔ان اقدامات کی وجہ سے ترکی کے ترقی پسند حلقوں

کی طرف سے مخالفت بھی ہوئی اور یہ الزام لگایا گیا کہ وہ معاشرے پر اسلامی اقدار مسلط کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن آپ کی پارٹی اپنے نظریوں پر ثابت قدم رہی۔۱۸

اردوغان نے علویوں سے بہتر تعلقات کے لیے ان کے عبادت خانوں کا دورہ کیا یہ دورہ کسی بھی ترک صدر کا اپنی نوعیت کا پہلا دورہ تھا جس پر علویوں نے ان کے اس عمل کو سراہا۔ انھوں نے پڑوسی ملک شام سے بھی تعلقات بہتر کیے تا کہ دونوں ممالک کسی بھی بحرانی صورتحال میں مل کر مقابلہ کر سکیں۔ دونوں ممالک نے سلامتی کا معاہدہ کیا اور پھر ایک وقت ایسا آیا کہ دونوں ممالک کے درمیان ویزا لینے کی ضرورت کو ختم کر دیا گیا۔۱۹ اردوغان کا یہ قدم ان کی بتدریج تبدیلی کی پالیسی کا حصہ تھا اور نجم الدین اربکان کی اس سوچ کا کہ پڑوسی اسلامی ممالک سے خوش گوار تعلقات عالم اسلام کی ضرورت ہے اور یہ خطے کی اقتصادی ترقی کے لیے بہت ضروری ہے۔ اس اہمیت کا اظہار اپنے دورہ پاکستان ۱۷نومبر ۲۰۱۶ء کے موقع پر پارلیمان کے اجلاس میں کیا: اس طرح

"۔۔۔۔ میں سمجھتا ہوں کہ دہشت گرد تنظیم کے خلاف ہمارا باہمی تعاون مزید فروغ پاتے ہوئے جاری وساری رہنا چاہیے۔ دہشت گرد تنظیمیں صرف اور صرف اسلام کو نقصان پہنچا رہی ہیں اور دین اسلام کے خلاف جاری جنگ کا آلہ کار بنی ہوئی ہیں۔۔۔۔۔
پیارے بھائیو! ہمارے دین میں تفرقے جیسی کوئی چیز نہیں۔ آپ کسی بھی مسلک سے تعلق کیوں نہ رکھیں سب سے افضل دین اسلام ہے۔"۲۰

اردوغان نے عوام کو پوری آزادی دی کہ وہ فلسطینیوں کے حق کے لیے آواز اٹھائیں۔ اس اقدام پر حماس کا اعتماد ترکی پر بحال ہوا اور اس نے ترکی کو ایک ضامن کا کردار ادا کرنے کی دعوت دی جس کے نتیجے میں صہیونی حکومت سے ایک سال کی جنگ بندی کا قابل تجدید معاہدہ ہوا۔ ۲۱ جو کہ عالم اسلام کے لیے بڑی کامیابی تھی۔ اردوغان میڈیا کی اہمیت کو بھی جانتے ہوئے اس کو ساتھ لے کر چلنے کے قائل تھے جبکہ اربکان نے اس سے غفلت برتی تھی۔ اردوغان کی اس پالیسی سے صحافیوں، ادیبوں، فنکاروں نے پارٹی میں شمولیت اختیار کی۔ انھوں نے اربکان کے برعکس اپنی آئیڈلوجی کو نہیں بتایا بلکہ عوام سے روابط بڑھائے انھیں صحیح وقت کا انتظار تھا اور وہ وقت تھا جب ملک کی سیاست سے فوج کا تسلط ختم ہوا۔ ۲۰۰۳ء میں انھوں نے ایسے قوانین پاس کروائے جس کی بدولت قومی سیکورٹی کونسل میں فوجی کے علاوہ کوئی سویلین بھی سیکریٹری ہو سکتا تھا۔ ۲۲

اربکان کے برعکس انھوں نے مغرب کی طرف نرم رویہ رکھا وہ یورپین یونین میں شمولیت کے حق میں تھے۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہ تھا کہ اردوغان اپنے استاد اربکان کے منشور کے برعکس تھے بلکہ وہ بتدریج تبدیلی اور استحکام چاہتے تھے وہ اپنی حکومت کو ختم نہیں کرنا چاہتے تھے۔ بعد میں دیکھا جا سکتا ہے کہ کس طرح انھوں نے یورپ اور امریکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی اور امریکہ جس نے عراق حملوں کے لیے ترکی کی زمین استعمال کرنی چاہی تو اردوغان نے کمال مہارت سے اس کا فیصلہ پارلیمنٹ کی منظوری سے مشروط کر دیا اور سیاسی

طور پر اس مشکل فیصلے سے بچ نکلے۔۲۳

نجم الدین اربکان کی ترکی میں احیائے اسلام کی کوششوں کے مابعد اثرات میں سب سے اہم آیا صوفیہ ۲۴ کی مسجد کی حیثیت سے بحالی تھی۔ نجم الدین اربکان اور رجب طیب اردگان ہی نہیں ترک شاعروں اور ادیبوں نے بھی آیا صوفیہ کے ماضی میں عجائب گھر بنانے پر اپنے دکھ کا اظہار کیا تھا۔۲۵ ترکی کے مشہور شاعر نجپ فاضل کیسا کورک نے ۱۹۶۵ء میں ایک کانفرس کے دوران کہا کہ "سیکولر قیادت نے آیا صوفیہ کو عجائب گھر بنا کر ترکی کی خود مختاری کو مجروح کیا ہے اور اپنی روح کو مغرب کی جدت پسندی کے آگے ڈال دیا ہے۔۲۶

۱۹۶۵ء میں اردوغان نے یہ پیشن گوئی کی تھی کہ ایک دن آیا صوفیہ پھر مسجد بنے گی اور ہماری قیدی روح آزاد ہو گی۔۲۷

۱۹۹۱ اس پیشن گوئی کی ابتدا آیا صوفیہ کے ساتھ جڑی ہوئی ہونکار نامی محل کے مسجد بنانے سے ہوئی جس کے دروازے آیا صوفیہ کی طرف کھولے گئے، جہاں لوگ نماز پڑھتے رفتہ رفتہ اردوغان کے دور میں آیا صوفیہ کو مسجد بنانے کا مطالبہ زور پکڑتا گیا۔ ۲۰۱۴ء میں اناطولین یوتھ ایسوسی ایشن نے آیا صوفیہ کو سابقہ حالت میں واپس لانے کے لیے زبردست تحریک چلائی اس میں پندرہ ملین سے زائد افراد نے دستخط کیے۔ ترک وزیر اعظم احمد داؤد اوغلو نے یقین دلایا تھا کہ اس پر غور کریں گے۔اردوغان نے آئین کی رو سے پانچ ججوں کی جیوری سے اتفاق رائے سے فیصلہ کروایا۔ آخر کار تاریخ کا اہم فیصلہ ۲۴ جولائی ۲۰۲۰ء میں آیا اور اسے مسجد میں تبدیل کرنے کا اعلان کیا گیا اور اس مسجد کے لیے باقاعدہ امام کا تقرر کیا گیا اس فیصلے سے ایک طرف عالم اسلام میں خوشی کی لہر دوڑنے لگی تو دوسری طرف مغربی ممالک میں تشویش کا اظہار کیا گیا۔۲۸ چنانچہ معاہدہ لوزان کی ستانویں سالگرہ کے موقع پر ترک عوام کو یہ تحفہ ملا۔اس موقع پر رجب طیب اردوغان نے کہا کہ :

"ہم آیا صوفیہ کو اس کی اصل بنیادوں کے مطابق استوار کر رہے ہیں اور اپنے
بزرگوں کے ثقافتی ورثے کو مکمل طور پر محفوظ رکھیں گے۔"۲۹

آیا صوفیہ میں نماز جمعہ کے لیے پورا استنبول اُمڈ آیا اردوغان اور ان کی کابینہ کے لوگ موجود تھے لوگوں نے ترکی اور عثمانی پرچم اٹھائے ہوئے تھے اور "اللہ اکبر" کی صدائیں بلند تھیں اور تین لاکھ سے زائد افراد نے نماز جمعہ ادا کی۔امریکہ، یورپ، فرانس، روس، یونیسکو اور پوپ جان پال نے آیا صوفیہ میوزیم کو مسجد میں تبدیل کرنے پر افسوس کا اظہار کیا اور مذمت کی جبکہ یونان میں اس کے خلاف مظاہرے کیے گئے اور نماز جمعہ کے موقع پر یونان نے اپنا قومی پرچم سرنگوں کر کے سوگ منایا۔۳۰

اردوغان کے آیا صوفیہ کو مسجد بنانا ان کے استاد کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی ایک کامیابی تھی۔وہ ایک عمل پسند سیاست دان ہیں اور ان تمام رکاوٹوں سے واقف ہیں جو ترکی میں احیائے اسلام کی راہ میں حائل ہو سکتیں ہیں۔

اردوغان کی ایک اور کامیابی عثمانی رسم الخط کی تھی۔ مصطفی کمال اتاترک نے ۱۹۲۸ء میں لاطینی رسم الخط رائج کیا جس سے نئی نسل کا رشتہ ماضی سے اور مذہبی کتابوں سے منقطع ہو گیا تھا۔۳۱ اس تعلق کو جوڑنے کے لیے اردوغان کا عثمانی ترکی رسم الخط کو پڑھائے جانے کے احکامات جاری کرنا تھا اس کے بارے میں ان کا بیان تھا کہ :

"دنیا میں ایسی کوئی قوم بتادیں جو اپنی تاریخ اور تہذیب کے اصلی نسخوں ہی کو پڑھنے سے محروم ہو؟ کیا دنیا میں ایسی کوئی قوم ہے جو اپنے باپ دادا کی قبروں کے کتبوں کو پڑھنے کی صلاحیتوں ہی سے عاری ہو۔۔۔۔۔زبان انسانوں کے درمیان رابطے کا کام سر انجام دیتی ہے۔ اگر آپ کسی معاشرے سے ان کی زبان کو تحریر کرنے کا حق چھین لیں تو وہ معاشرہ اپنی زبان، مذہب و فن و ادب سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی نئی نسل کو عثمانی ترکی زبان سیکھنے کا موقع فراہم کریں۔"۳۲

عدنان میندرس اور نجم الدین اربکان نے تعلیمی اصلاحات کی بات ایسے ماحول میں کی جہاں عربی کے بارے میں بولنے پر سزا ہو جاتی تھی لیکن اردوغان نے اس کی تعبیر کی۔ انھوں نے اسکولوں، کالجوں، مذہبی اسکولوں (امام خطیب) اور یونیورسٹیوں کے سماجی علوم کے شعبوں میں لازمی طور پر عثمانی ترکی زبان پڑھانا لازم قرار دیا۔ جس پر اپوزیشن نے اس کو سیکولرازم پر کاری ضرب قرار دیا۔

اس سلسلے میں ابتدائی مرحلے کے طلبا کو تعلیمی وظیفے دیے گئے اسکولوں میں پہلے جس طرح قرآن و حدیث کی تعلیم دی جاتی تھی اس کو دوبارہ جاری کیا گیا اور عربی کو دوسری زبان کے طور پر پڑھایا جانے لگا تاکہ طلبا زیادہ سے زیادہ قرآن سمجھ سکیں اس کے ساتھ بچوں کی اسلامی تعلیم پر بہت توجہ دی گئی۔ حکومت نے اخبارات کے ساتھ تعاون کیا اور کہا کہ وہ اسلام سے متعلق معلومات اور مضامین ترک عوام کے لیے شائع کریں۔ حال ہی میں حکومت کی جانب سے تعلیمی نصاب میں مذہبی مواد بڑھا دیا گیا ہے اور بہت سے اسکولوں کو امام حاطب اسکولوں میں تبدیل کیا گیا۔۳۳

۲۰۱۲ء میں روہنگیا۳۴ مسلمانوں پر ظلم و ستم پر اردوغان خاموش نہ رہے اور اپنے بیانات سے سوئے ہوئے عالمی ضمیر کو بیدار کیا۔ انھوں نے اپنی بیگم، صاحبزادے اور ترک سماجی تنظیموں کا وفد بنگلہ دیش بھیجا اور وہاں کے مسلمانوں کو یقین دلایا کہ مہاجرین کی کفالت میں ترکی حتمی الامکان مدد کرے گا۔۳۵

۱۵ جولائی ۲۰۱۶ء میں اردوغان کے خلاف فوجی بغاوت میں حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن اردوغان کی ایک آواز پر عوام کا جم غفیر سڑکوں پر آ گیا اور ان کے خلاف بغاوت کو ناکام بنا دیا گیا۔ بغاوت کے ایک ماہ بعد اس میں ملوث افراد کو سزا دینے کے لیے ترکی کی حکومت نے سزائے موت کی قرارداد منظور کی جس پر سیکولر عناصر اور مغربی ممالک نے احتجاج کیا اور ترکی کے یورپی یونین میں داخلے پر پابندی کی دھمکی دی گئی۔۳۶

اردوغان کے صدارتی نظام کا نفاذ ترکی میں اسلام کے احیاء کی ایک کڑی ہے۔ انھوں نے اپنے ہر عمل سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ترکی میں اسلام کے احیاء اور اسلام پسندوں سے امت مسلمہ کو ہر معاملے میں تقویت ملے گی۔ جب ترکی کو اسلامی ریاست بنانے کا اعلان کیا گیا تو اردوغان نے صاف الفاظ میں اعلان کیا کہ:

"وہ در حقیقت پروفیسر نجم الدین اربکان کے شاگرد ہیں۔"

انھوں نے اپنے استاد کے افکار کو ہمیشہ سینے سے لگائے رکھا۔ کچھ چیزوں میں دونوں کے طریقہ کار میں فرق رہا لیکن ایک چیز یکساں تھی وہ اسلام پسندی تھی جس کی وجہ سے ترکی معاشی، سیاسی، عسکری اور تعلیمی میدان میں ترقی کرتا چلا گیا اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

حواشی وحوالہ جات:

۱) عدنان میندرس ترکی کی ولایت آیدن میں ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق مشہور ترک طبیب حاجی علی پاشا کے خاندان سے تھا۔ انہوں نے ازمیر اور انقرہ میں تعلیم حاصل کی۔ عدنان میندرس کو زراعت سے دلچسپی تھی۔ انہوں نے مصطفی کمال اور اتاترک کے دور میں ملک کو سیلاب سے بچانے اور زراعت کی ترقی میں اعلیٰ خدمت انجام دیں۔ انھوں نے ڈیموکریٹ پارٹی کے نام سے ایک پارٹی بنائی۔ ان کے دور میں ترکی میں زراعت اور نجی کاروبار کو فروغ حاصل ہوا۔ کسانوں کی حالت بہتر ہوئی اور سڑکوں کا جال بچھا دیا گیا۔ ان کے دور میں مسجد میں عربی میں اذان دینے پر پابندی ختم کی گئی اور بہت سی مذہبی پابندیاں اٹھالی گئیں۔ ۱۹۶۰ء میں فوجی بغاوت نے حکومت کا تختہ الٹ دیا اور ان کو آئین کی خلاف ورزی کرنے پر سزائے موت سنائی گئی اور ۱۷ ستمبر ۱۹۶۱ء کو انہیں سزائے موت دے دی گئی۔

۲) سرجانی، ڈاکٹر راغب، رجب طیب اردوغان، مترجم: ڈاکٹر محمف طارق ایوبی ندوی، عکس پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۶۶

۳) سلیمان دیمرل یکم نومبر ۱۹۲۴ء میں اتابے (ترکی) میں پیدا ہوئے۔ ترکی میں ۱۹۶۰ء کی بغاوت کے بعد سیاسی میدان میں قدم رکھا۔ وہ جسٹس پارٹی اور ٹروتھ پارٹی کے سربراہ رہے۔ ۱۹۶۵ء سے ۱۹۹۳ء تک سات بار ترکی کے وزیر اعظم بنے۔ دو مرتبہ ان کی حکومت کو فوجی بغاوت کے نتیجے میں تحلیل کیا گیا۔ ۱۹۹۳ء سے ۲۰۰۰ء تک ترکی کے نویں صدر کی حیثیت سے رہے۔ ۱۷ جون ۲۰۱۵ء کو انتقال ہوا۔

۴) سرجانی، ڈاکٹر راغب، رجب طیب اردوغان، محولہ بالا، ص ۴۷

۵) نجم الدین اربکان، شمالی ترکی کے علاقے سینوپ میں ۱۹۲۶ء میں پیدا ہوئے۔ استنبول یونیورسٹی سے انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی۔ جرمنی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لی۔ ۱۹۶۹ء میں سیاست میں حصہ لیا۔ مختلف اسلام پسند جماعتوں سے وابستہ رہے۔ رفاہ پارٹی تخلیق کی۔ آپ نے ترکی کی سیاست کو سیکولرازم کے محور سے نکالا اور اسلام کو سیاست میں شامل کیا۔

۶) سرجانی، ڈاکٹر راغب، رجب طیب اردوغان، مترجم: ڈاکٹر محمف طارق ایوبی ندوی، محولہ بالا، ص ۸۰

۷) رفاہ پارٹی، ترکی کی اسلام پسند پارٹی تھی۔ ۱۹۸۳ء میں اس کی بنیاد نجم الدین اربکان اور علی ترکمان نے رکھی۔ رفاہ پارٹی نے میئر کے انتخابات میں تین شہروں میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ ۱۹۹۱ء کے انتخابات میں مخلوط اتحاد کے ساتھ حصہ لیا اور کامیابی حاصل کی۔ ۱۹۹۶ء میں اسی پارٹی کے ساتھ کامیاب ہونے کے بعد نجم الدین اربکان وزیر اعظم کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۹۹۸ء میں سیکولر عناصر نے پارٹی پر پابندی عائد کر دی۔

۸) سرجانی، ڈاکٹر راغب، رجب طیب اردوغان، مترجم: ڈاکٹر محمف طارق ایوبی ندوی، محولہ بالا، ص ۸۷

(۹https://www.washingtoninstitute.org/policy

۱۰) سرجانی، ڈاکٹر راغب، رجب طیب اردوغان، مترجم: ڈاکٹر محمد طارق ایوبی ندوی، محولہ بالا، ص

۱۱) ایضاً، ص ۸۴

۱۲) ایضاً، ص ۸۳

(۱۳ Zeyneb Cagliyan imistiker , The changing nature

of Islamism in Turkey: A comparision of Erbakan and Erdogan, 2002, Ankara p58

(۱۴Whit Mason, The future of Islam in Turkey, World Policy Journal, Vol 17 , No. 2 , PP 57

۱۵)سرجانی، ڈاکٹر راغب، رجب طیب اردوغان، مترجم: ڈاکٹر محمم طارق ایوبی ندوی، محولہ بالا، ص۷۹۔۸۷

۱۶)اسرار، ڈاکٹر نثار احمد، مکتوب ترکی، مرتب: ڈاکٹر حافظ محمد سہیل شفیق، قرطاس، ۲۰۱۶ء، ص۳۰۸

۱۷)سرجانی، ڈاکٹر راغب، رجب طیب اردوغان، مترجم: ڈاکٹر محمد طارق ایوبی ندوی، محولہ بالا، ص۱۲۵۔۱۲۷

۱۸)فرائیڈے اسپیشل، عمر ابراہیم، ۱۳تا۱۹ نومبر ۲۰۱۵ء، جلد نمبر ۲۱، شمارہ نمبر ۴۶، ص ۱۴

۱۹)سرجانی، ڈاکٹر راغب، رجب طیب اردوغان، مترجم: ڈاکٹر محمد طارق ایوبی ندوی، محولہ بالا، ص۱۵۸۔۱۶۹

۲۰)عبدالرحمان کامران، معارف فیچر، جلد ۱۰، شمارہ نمبر ۱، یکم جنوری ۲۰۱۷ء، ص ۳،۲،۱

۲۱)ایضاً، ص۹

۲۲)سرجانی، ڈاکٹر راغب، رجب طیب اردوغان، مترجم: ڈاکٹر محمد طارق ایوبی ندوی، محولہ بالا، ص ۱۳۴۔۱۳۵

۲۳)ایضاً، ص۱۲۸۔۱۳۷

۲۴)آیا صوفیہ موجودہ نام آیا صوفیائے کبیر جامع شریفی، استنبول میں واقع ایک تاریخی عبادت گاہ ہے جو ماضی میں یونانی راسخ العقیدہ مسیحی گرجا گھر اور سیکولر میوزیم کے طور پر استعمال کی جاتی تھی۔ یہ رومی شہنشاہ جسٹینسین اول کے عہد میں ۵۳۷ء میں تعمیر ہوئی۔

۲۵)دی نیویارک ٹائمز، ۱۴ جنوری، ۲۰۲۰ء

(۲۶https://www.tarjumanulquran.org/articles/aug--hagia-sophia-masjid-kabeer2020

۲۷)روزنامہ جنگ ۱۵ جولائی، کراچی ۲۰۲۰ء، ص۶

(۲۸https://www.tarjumanulquran.org/articles/aug-2020-hagia-sophia-masjid-kabeer

۲۹)روزنامہ جنگ ۱۵ جولائی، کراچی ۲۰۲۰ء، ص۶

۳۰)معارف فیچر ۱۶ جولائی، ۲۰۲۰ء، ص

۳۱)معارف فیچر، ۱۶ دسمبر ۲۰۱۴ء، ص۶

۳۲)ایضاً، روزنامہ جنگ، کراچی، ۱۷ دسمبر ۲۰۱۴ء

(۳۳Moli Aya Mina Rahma et al , The role of Erdogan developin in Turkey, p 8

۳۴)روہنگیا، برما/ میانمار کے علاقہ اراکان اور بنگلہ دیش کے علاقہ چاٹگام میں بسنے والے مسلمانوں کا نام ہے۔ اقوام متحدہ نے اپنی ایک رپورٹ میں روہنگیا مسلمانوں کو "روئے عالم کی مظلوم ترین اقلیت" قرار دے رکھا ہے۔ بنیادی انسانی حقوق تو دور کی بات انہیں تو خود کو ملک کا شہری کہلانے کا حق بھی حاصل نہیں ہے۔ میانمار غالباً دنیا کا واحد ملک ہے جو محض مذہبی عناد کی وجہ سے اپنے شہریوں کو شہری تسلیم کرنے سے انکاری ہے۔ برمی بودھوئوں کا خیال ہے کہ چونکہ مسلمان یہاں غیر

قانونی طور پر ہجرت کر کے آئے اس وجہ سے انہیں خود کو ملک کا شہری کہنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔

۳۵)سر جانی، ڈاکٹر راغب، رجب طیب اردوغان، مترجم: ڈاکٹر محمد طارق ایوبی ندوی، محولہ بالا، ص ۲۶۶

۳۶)فرائیڈے اسپیشل، ۲۹ جولائی تا ۴ اگست، ۲۰۱۶ء، جلد نمبر ۲۲، شمارہ نمبر ۲۸، ص ۲۱

Refrences

1. Adnan Menderes was born in the Aydan province of Turkey in 1899. He belonged to the family of the famous Turkish physician Haji Ali Pasha. He studied in Izmir and Ankara. Adnan Menderes was interested in agriculture. During the era of Mustafa Kemal Atatürk, he did great service in protecting the country from floods and in the development of agriculture. He formed a party called the Democratic Party. During his reign, agriculture and private business flourished in Turkey. The condition of farmers improved and a network of roads was laid. During his tenure, the ban on giving the call to prayer in Arabic in the mosque was lifted and many religious restrictions were lifted. In 1960, a military coup overthrew the government and he was sentenced to death for violating the constitution and was executed on 17 September 1961.
2. Dr. Raghib Sarjani, Recep Tayyip Erdoğan, translator: Dr. Muhamef Tariq Ayubi Nadvi, aks publications, Lahore, 1918, p.66
3. Suleiman Dimeral was born on November 1, 1924 in Atabay (Turkey). He entered the political field after the 1960 coup in Turkey. He was the head of Justice Party and Truth Party. He became the prime minister of Turkey seven times from 1965 to 1993. Twice his government was dissolved as a result of military coups. He served as the ninth president of Turkey from 1993 to 2000. Died on 17 June 2015.
4. Dr. Raghib Sarjani, Recep Tayyip Erdogan, p. 74
5. Najmuddin Erbakan was born in 1926 in Sinop, Northern Turkey. Received an engineering degree from Istanbul University. Got a PhD from Germany. Participated in politics in 1969. He was associated with various Islamist parties. Rafah Party was created. You removed Turkish politics from the axis of secularism and included Islam in politics.
6. Dr. Raghib, Sarjani, Recep Tayyip Erdoğan, p.80
7. The Rafah Party was an Islamist party in Turkey. It was founded in 1983 by Najmuddin Erbakan and Ali Turkman. Rafah Party won significant victory in the mayoral elections in three cities. Participated in the 1991 elections with the coalition and won. In 1996, Najmuddin Erbakan became the prime minister after winning with the same party. In 1998, secular elements banned the party.
8. Dr. Raghib, Sarjani, Recep Tayyip Erdoğan, p.87
9. https://www.washingtoninstitute.org/policy
10. Dr. Raghib Sarjani, Recep Tayyip Erdogan, p.79
11. Ibid, p.84
12. Ibid, p.83
13. Zeyneb Cagliyan imistiker , The changing nature of Islamism in Turkey: A comparison of Erbakan and Erdogan, 2002, , p. 58
14. Whit Mason, The future of Islam in Turkey, World Policy Journal, Vol 17 , No. 2 , p. 57
15. Dr. Raghib Sarjani, Recep Tayyip Erdogan, p.79-87
16. Dr. Nisar Ahmed Asrar, Maktobe Turkey, compiled by: Dr. Hafiz Muhammad Sohail Shafiq, qartas, 2016, p. 308
17. Dr. Raghib Sarjani, Recep Tayyip Erdogan, p.125-127
18. Friday Special, Omar Ibrahim, 13-19 November 2015, Volume No. 21, Issue No. 46, p.14
19. Dr. Raghib Sarjani, Recep Tayyip Erdogan, p.158-169
20. Abdul Rahman Kamran, Maarif Feature, Volume 10, Issue No. 1, January 1, 2017, pp. 1, 2, 3

21. Ibid, p.9
22. Dr. Raghib Sarjani, Recep Tayyip Erdogan, p.134-135
23. Ibid, p.128-137
24. Hagia Sophia, also known as Hagia Sophia, is a historic synagogue in Istanbul, formerly a Greek Orthodox Christian church and a secular museum. It was built in 537 AD during the reign of Roman Emperor Justinian I.
25. The New York Times, January 14, 2020
26. https://www.tarjumanulquran.org/articles/aug-2020 -hagia-sophia-masjid-kabeer
27. Daily Jang, 15 July, Karachi, 2020, p. 6
28. https://www.tarjumanulquran.org/articles/aug-2020-hagia-sophia-masjid-kabeer
29. Daily Jang, 15 July, Karachi, 2020, p. 6
30. Maarif Feature, July 16, 2020, p.8
31. Maarif Feature, December 16, 2014, p. 6
32. Ibid, Daily Jang, Karachi, 17 December 2014
33. Moli Aya Mina Rahma et al , The role of Erdogan developing in Turkey, p. 8
34. Rohingya is the name of the Muslims living in Arakan region of Burma/Myanmar and Chatgam region of Bangladesh. The United Nations has described the Rohingya Muslims of Rakhine as "the most oppressed minority in the world" in one of its reports. Basic human rights are far away, they do not even have the right to call themselves citizens of the country. Myanmar is probably the only country in the world that refuses to recognize its citizens as citizens simply because of religious fanaticism. Burmese Buddhists believe that since Muslims immigrated here illegally, they have no right to call themselves citizens of the country.
35. Dr. Raghib Sarjani, Recep Tayyip Erdogan, p.266
36. Friday Special, July 29 to August 4, 2016, Volume No. 22, Issue No. 28, p. 21